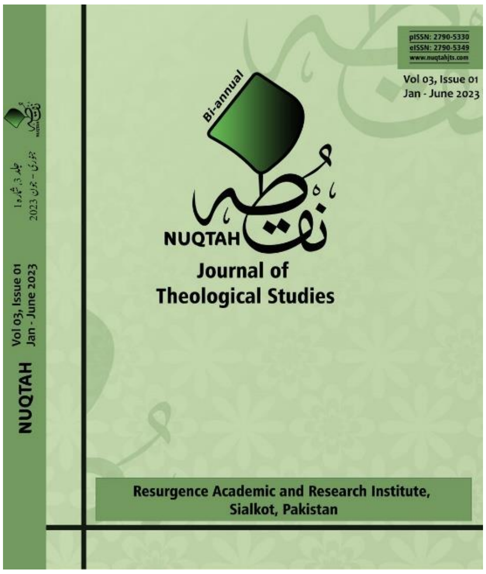

NUQTAH Journal of Theological Studies
Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/nj

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

سلسلہ چشتیہ کا نظامِ تزکیہ نفس وتربیت اور معاشرتی اصلاح میں اس سلسلے کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ

Self-Purification and Spiritual Training in the Chishtiah Ṣufī Order and Its Role in Social Reformation (An Analytical Study)

Dr. Asim Iqbal
Assistant Professor, Faculty of Arabic & Islamic Studies,
Mohi-ud-Din Islamic University, Nerian Shareef, AJK
Email: asim.iqbal@miu.edu.pk

Razia Nisar
PhD Scholar, Department of Quran & Tafsir,
IIUI, Islamabad
Email: razianisar32@gmail.com

Published online: 30th June 2023

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

سلسلہ چشتیہ کا نظامِ تزکیہ نفس وتربیت اور معاشرتی اصلاح میں اس سلسلے کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ

Self-Purification and Spiritual Training in the Chishtiah Ṣufī Order and Its Role in Social Reformation

(An Analytical Study)

Abstract:

This article aims to teach about self-purification and spiritual training adopted by the Chishtiah Ṣufī order. It is one of the major mystical chains of Islamic Ṣufī orders like Qādriah, Naqshbandiah and Suhrwardiah. Self-purification (*tazkiyah*) has been considered an integral part of the mystical journey towards Allah the Almighty which can also be visited in Qur'ān and Sunnah and earlier Prophetic endeavours. In this analytical study, we observe the fundamental concept of self-purification (*tazkiyah*) in addition to different practices exercised in the Chishtiah Ṣufī order. This paper concludes that the methods and manners implemented in this order may change the life of humanity providing them guidance towards inner peace and harmony in the human social life as its external impact. All these conducts may have different approaches and patterns to exercise in daily life but their whole philosophy and thought never conflict with the universal teaching of Qur'ān and Sunnah. Chishtiah Ṣufīs struggled to reunite the broken link of humanity with Allah the Almighty and worked for the restoration of every kind of disorder either apparent or esoterically.

Keywords: *Tazkiyah*, Spiritual Training, Chishtiah Ṣufī Order, Social reform, Impacts

1:-تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے قرآن حکیم اور سنتِ رسول ﷺ کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات نازل فرمایا۔ قرآنی تعلیمات اور سنتِ مطہرہ جہاں انسان کی دینی و دنیاوی معمولات میں راہنمائی کرتے ہیں وہاں اس کی روحانی تسکین کے لیے بھی کرتے ہیں۔ انسانی وجود روح اور جسم سے عبارت ہے۔ جس طرح انسانی جسم کی اپنی ضروریات اور تقاضے ہوتے ہیں اسی طرح انسانی روح اور قلب کی بھی مختلف ضروریات اور تقاضے ہیں۔ دینِ اسلام میں ان دونوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے مکمل ہدایات اور احکامات موجود ہیں۔ انسانی روح و قلب کی تطہیر، جس کو عام اصطلاح میں تزکیہ نفس کا نام دیا جاتا ہے، ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر تمام اعمال و افعال رائیگاں جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اعمال کا درمدار نیتوں پر ہوتا ہے۔"[1] نیت قلب کے پختہ ارادے کا نام ہے۔ اگر انسانی قلب عملِ تزکیہ کے ذریعے تمام رذائل اور مفسدات سے پاک نہیں ہو گا تو لازماً انسان کی نیت اور ارادہ بھی ناقص ہو گا۔

تزکیہ نفس دائمی، حقیقی اور مستقل کامیابی کی بنیادی کلید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح انداز میں ہر انسان کی فلاح اور نجاتِ آخرت کے لیے تزکیہ نفس کو ایک بنیادی اور لازمی شرط قرار دیا ہے۔ اسی بنیادی شرط کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا ایک طویل سلسلہ شروع فرمایا اور تزکیہ نفس کو انبیاء کرام کے مبعوث فرمانے کا بنیادی مقصد قرار دیا۔ چناچہ قرآن مجید اسی حقیقت پر شاہد ہے کہ آخرت میں انسان کی حقیقی اور لازوال کامیابی کا مکمل انحصار صرف اور صرف تزکیۂ نفس پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا﴾[2]

"تحقیق وہ کامیابی پا گیا جس نے تزکیہ نفس کر لیا اور تحقیق ناکام ہوا جس نے اس کو مٹی میں ملا دیا۔"

ایک دوسرے مقام پر اسی موضوع کو درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾[3]

"جس نے اپنا تزکیہ نفس کر لیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔"

کتابِ الٰہی اور سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیۂ نفس ناصرف پیغمبرِ اسلام خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کے فرائض منصبی کا ایک اہم حصہ تھا بلکہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہ السّلام کا بھی فریضہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّه طَغٰى فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى﴾ [4]

"فرعون سرکش ہو گیا ہے اس کی طرف جاؤ اور اسے دریافت کرو کہ کیا تو اپنا تزکیہ چاہتا ہے؟"

اسی طرح سورت اعلیٰ میں تزکیہ نفس کو کامیابی و کامرانی کی کلید قرار دینے کے بعد اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾ [5]

"یہ بات پہلے صحائف میں موجود ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں۔"

2:- تزکیہ نفس کا معنیٰ و مفہوم

تزکیہ نفس دو الفاظ تزکیہ اور نفس کا مجموعہ ہے۔ دونوں الفاظ عربی الاصل ہونے کے باوجود تزكية النفس کی اصطلاح یا ترکیب ایک بار بھی قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئی۔ تاہم تزکیہ کی اضافت نفس کی طرف قرآن مجید میں متعدد آیات میں ہوئی ہے اور لغتِ عرب میں بھی یہ اصطلاح عام استعمال کی جاتی ہے۔ تزکیہ کا لفظ 'ز-ک-و' سے ہے۔ عربی لغت میں تزکیہ کے درج ذیل مفاہیم ذکر کیے گئے ہیں:

"التزكية في اللغة مأخوذة من زكا يزكو زكاء، أي: نما وطهر، فالتزكية هي النماء والطهارة والبركة"[6]

"تزکیہ "زکا، یزکو" سے نکلا ہے۔ یعنی بڑھنا اور پاک ہونا۔ اس اعتبار سے تزکیہ کا مفہوم ہے: بڑھوتری، پاکیزگی اور برکت"۔

اس معنیٰ کی تائید امام ابن تیمیہؒ کی تعریف سے بھی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"تزکیہ کی اصل بڑھوتری، برکت اور خیر کا زیادہ ہونا ہے۔ تزکیہ سے مراد کسی چیز کو اس کی ذات اور اعتقاد میں پاکیزہ بنانا ہے۔"[7]

3:-تزکیہ اور قرآن مجید

"زکا،یزکو" کے مادہ سے مشتق الفاظ قرآن مجید میں کل 59 مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ تزکیہ بھی اسی مادہ سے ماخوذ ہے جس کا استعمال قرآن مجید میں اضافت کے ساتھ بھی ہے۔ اس کی نسبت اللہ جل شانہ، حضرت محمد ﷺ اور انسان کی طرف کی گئی ہے۔

3.1:-اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت:

﴿بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاءُ﴾[8]

"بلکہ اللہ جسے چاہے پاکباز بنادے۔"

﴿وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾[9]

"اور اللہ جس کو چاہے پاک کرتا ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔"

3.2:-نبی مکرم ﷺ کی طرف نسبت

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ﴾[10]

"اے ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو تاکہ انہیں تیری آیات ان پر تلاوت کرے اور انہیں تعلیم کتاب دے اور حکمت ودانائی کی باتیں سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے۔"

اس کے علاوہ سورۃ بقرہ، سورۃ آلِ عمران اور سورۃ الجمعہ میں بھی تزکیہ کی نسبت نبی مکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

3.3:-انسان کی طرف نسبت

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾[11]

"تحقیق اس نے کامیابی پائی جس نے پاکیزہ کیا اپنے نفس کو۔"

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾[12]

"بے شک وہ کامیاب ٹھہرا جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ کر لیا۔"

4:-تزکیہ اور سنتِ رسول ﷺ

تزکیہ نفوسِ انسانی نبی کریم ﷺ کے چہار فرائضِ نبوت میں سے ایک اہم فرض تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس کی اہمیت و افادیت کو مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ حدیثِ رسول ﷺ میں تزکیہ متعدد معانی کے لیے استعمال ہوا ہے کبھی جسمانی طہارت، کبھی نفس، کبھی روح اور کبھی مال کی پاکی کے لیے نیز کبھی تعریف کے لیے استعمال ہوا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

((اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا)) [13]

"اے میرے اللہ، میرے نفس کو تقویٰ عنایت فرما اور اسے پاک کر دے بے شک تو ہی سب سے بہتر تزکیہ کرنے والا ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہر چیز کو پاک کرنے والی کوئی دوسری چیز ہوتی ہے اور جو چیز جسم کو پاک کرتی ہے وہ ہے روزہ"[14]

درج بالا احادیثِ رسول ﷺ کے علاوہ بھی کئی مقامات پر اس مادہ سے بہت سے الفاظ تقریباً اسی مفہوم میں مستعمل ہیں۔ اوپر بیان کردہ تزکیہ کے مختلف معانی و مفاہیم کا خلاصہ یہ ہے کہ تزکیہ میں بنیادی طور پر دو اہم امور شامل ہیں: پاک و صاف کرنا، گندگی و رزائل کو دور کرنا اور ترقی و نشوونما دینا۔ یعنی انسانی نفس یا کسی بھی چیز کو ہر قسم کی ناپاکی، گندگی، اور بری صفات سے پاک و صاف کر کے نیکی اور تقویٰ میں پروان چڑھانا۔

5:- نفس: معنیٰ و مفہوم

نفس کے درج ذیل معانی کتاب "لسان العرب" میں بیان کیے گئے ہیں: کسی شیء کی ذات، حقیقت اور کلیت، عقل، حسِ تمیز، خون، روح، تنفس[15] قرآن مجید میں یہ لفظ کل دو سو تاسٹھ (267) مرتبہ مختلف معانی میں مستعمل ہے۔

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْـًٔا﴾[16]

"اور ڈرو اس روز سے جس روز کوئی نفس کسی کا کچھ بدلہ نہ دے پائے گا۔"

﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾[17]

"اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو"

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ [18]

"جس نے کسی جان کو بلا قصاص قتل کیا"

تزکیہ اور نفس کی کے ضمن میں کی گئی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد انسان کا اپنی شخصیت کے جملہ عوامل اور پہلوؤں کی ایسی اصلاح اور درستی کرنا کہ وہ جملہ ورزائل اور مفاسد سے پاکی حاصل کرلے اور ہر قسم کے عمدہ و اعلیٰ اخلاق و اوصاف کو اپنالے۔ تزکیہ صرف ذات کا مقصود ہی نہیں ہے بلکہ اعمال و افعال اور افکار و تصورت کا تزکیہ بھی مقصودِ اصلی ہے۔ مزید بر آں نگاہ، عقل و قلب کی طہارت بھی تزکیہ نفس کے مفہوم کے تحت آتی ہے۔ کیونکہ جب تک نگاہ، عقل اور قلب پاک نہیں ہوں گے اس وقت تک انسان کے اعمال کا تزکیہ بھی ممکن نہیں ہے۔ انسانی اعمال و افعال اس کے افکار و تصورات کا ہی عکس ہوتے ہیں۔

6:- فرائضِ نبوت اور تزکیہ نفس

اللہ تعالی نے انسانی ہدایت کے لیے انبیا و رسل کا جو سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا اس کی آخری کڑی پیغمبرِ اسلام سیدنا محمد ﷺ ہیں۔ اللہ نے آپ ﷺ کے فرائض منصبی کا بیان یوں فرمایا ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ﴾[19]

"اے ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو، تاکہ وہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انہیں تعلیمِ کتاب دے اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے۔"

آیت کریمہ میں بیان کردہ فرائض نبوتِ محمدی ﷺ میں سے ایک اہم فریضہ تزکیۂ نفس بھی ہے۔ محمد ﷺ کے فرائضِ نبوت کو اللہ جل جلالہ نے سورۃ بقرۃ آیت 151، سورۃ آلِ عمران آیت 164 اور سورۃ الجمعۃ آیت 2 میں ایک منفرد ترتیب کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ دوسری ترتیب میں تلاوتِ آیات کے بعد دوسرے نمبر پر تزکیہِ نفس کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے فرائض میں تزکیہ نفس کو قدرے خاص اور منفرد مقام حاصل ہے۔ مفسرِ قرآن امین احسن اصلاحی اپنی مایہ ناز تصنیف "**تزکیۂ نفس**" میں قرآنی آیات میں بیان کردہ فرائضِ نبوت کی ترتیب سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر یہ سوال کیا جائے کہ انبیاءِ کرام کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کا حقیقی مقصود کیا ہے؟ وہ کیا غرض ہے جس کے لیے اس نے نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ جاری کیا اور شریعت اور کتابیں نازک فرمائیں؟ تو اس کا صحیح جواب ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ نفوس انسانی کا تزکیہ"[20]

صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن تزکیہ نفس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"صرف تلاوت آیات اور کتاب و حکمت کی تعلیم سے ہی فریضۂ رسالت نہیں ادا ہوتا بلکہ اپنی نگاہ رحمت سے قلوب کو ہر طرح کی رزائل سے پاک کردیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یتلو علیہم سے اس استفادے کی طرف اشارہ کیا گیا جو زبان قال سے صحابہ کو نصیب ہوا اور یزکیھم سے اس قلبی فیضان کی طرف اشارہ فرمادیا جو نبوت کی نگاہ فیض اثر اور توجہ باطنی سے انہیں میسر آتا تھا۔ اولیائے کرام اپنے مریدین پر اسی سنت نبوی کے مطابق انوار کا القا کرتے ہیں تو ان کے دل اور نفوس پاک اور طاہر بن جاتے ہیں۔"[21]

درج بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی دائمی فلاح کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ظاہر اور بالخصوص باطن جملہ آلائشوں اور رزائل سے مبرا ہو اور اس پاکی کی اہمیت اس بات سے اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اللہ سبحانہ، تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے اپنے سب سے افضل اور اعلیٰ ہستیوں یعنی انبیاء کرام کا انتخاب فرمایا۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق تزکیہ نفس حضور ﷺ سمیت تمام انبیاء کا یہ فریضہ رہا ہے۔

7:- انبیاء سابقین اور تزکیہ نفس

قرآن وحدیث کے مطابق تزکیۂ نفس نا صرف نبی خاتم ﷺ کے نبوت کے فرائض میں شامل تھا بلکہ سابقہ انبیاء اور رسولوں کا بھی فریضہ رہا ہے۔ حضرت موسی سے خطاب کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّه طَغٰى فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى﴾[22]

"فرعون سرکش ہو گیا ہے اس کے پاس جاؤ۔ پس اسے کہو کیا تو چاہتا کہ تجھے پاک کیا جائے؟"

اسی طرح سورت اعلیٰ میں نفس کی پاکیزگی کو فلاح وکامرانی کی کلید قرار دینے کے بعد فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾[23]

"بلاشبہ یہ پچھلے صحیفوں میں درج ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی"

8:- برصغیر کے معروف سلاسلِ تصوف

برصغیر پاک وہند میں تصوف کے متعدد سلاسل کئی صدیوں سے اپنی تبلیغی، تعلیمی، اور اصلاحی کاوشوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان جملہ سلاسلِ تصوف میں سے چار سلاسل ایسے ہیں جنہوں نے ہر میدان میں اپنی ان گنت اور لازوال خدمات کی وجہ سے شہرت دوام پائی ہے۔ ان سلاسلِ تصوف کے لیے "سلاسلِ اربعہ" کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ تصوف کے ان سلاسل اربعہ نے برصغیر میں عوام الناس کی روحانی و باطنی، انفرادی و اجتماعی اور دینی و معاشرتی الجھنوں کو نا صرف سمجھا بلکہ ان کا تدارک بھی کیا جس کے نتیجے میں ان کے نظامِ حیات میں انقلاب برپا ہوا۔ ان چاروں سلسلوں کے بانیوں و پیروکاروں نے قرآن و سنت پر مشتمل اصولوں اور طریقوں کے ذریعے خلقتِ خدا کے نفس وروح کا تزکیہ کیا اور ان کو ان کی حقیقی منزل یعنی اللہ کی معرفت اور وصول الی اللہ تک پہنچا دیا۔ میں یہ چہار سلاسلِ تصوف دراصل مختلف ذرائع اور راستے ہیں جن کی حقیقی منزل، معرفت الٰہی یا وصول الی اللہ ہے۔ جیسا کہ درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

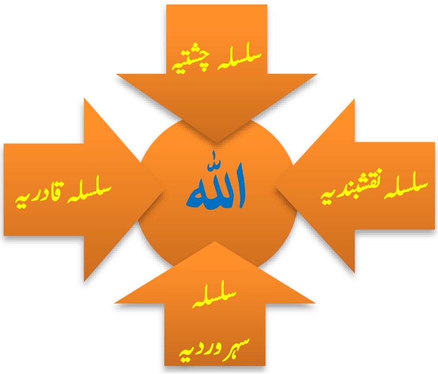

شکل نمبر 1: سلاسلِ اربعہ اور ان کا مقصدِ حقیقی

9:- تعارف سلسلہ چشتیہ

تصوف کے مشہور و معروف سلاسل میں سے ایک اہم سلسلہ چشتیہ ہے۔ اس عظیم سلسلے کی ابتداء خراسان (موجودہ افغانستان) کے شہر چشت سے ہوئی۔ تاریخِ مشائخ چشت میں پروفیسر خلیق احمد نظامی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"چشت، خراسان کے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ وہاں کچھ بزرگانِ دین نے روحانی اصلاح و تربیت کا ایک مرکز قائم کیا۔ اس کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور وہ نظام اس مقام کی نسبت سے چشتیہ سلسلہ کہلانے لگا"[24]

9.1:-بانی سلسلہ

سلسلہ چشتیہ کے مؤسس شیخ ابو اسحاق شامیؒ (متوفی 940ء) ہیں۔ شیخ ابو اسحاق شامیؒ وہ اوّلین بزرگ ہیں جن کے نام کے ساتھ تذکروں میں چشتی لکھا ملتا ہے۔[25] لیکن ان تمام تذکروں میں ان کے حالات تفصیل سے مذکور نہیں ہیں۔ آپؒ خواجہ ممشاد دینوریؒ (متوفی 910ء) کے فیض یافتہ تھے۔ خواجہ ممشاد دینوریؒ بغدادی تھے۔ جب خواجہ ابو اسحاق شامیؒ ان کے پاس آئے تو انھوں نے آپؒ کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا اور فرمایا: آج سے لوگ تجھے ابو اسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے اور چشت اور اس کے اطراف کے لوگ تجھ سے ہدایت پائیں گے۔[26]

9.2:-برصغیر میں آمد اور عروج

اس بات سے اعراض ممکن نہیں کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ سے پہلے اس سلسلے کے کچھ بزرگ برصغیر میں تشریف لا چکے تھے مثلا خواجہ ابو محمد بن ابی احمد چشتی کے متعلق مولانا جامی نے لکھا ہے کہ وہ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان تشریف آئے تھے۔[27] لیکن برصغیر پاک و ہند میں اس سلسے کے حقیقی بانی خواجہ معین الدین چشتیؒ ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ چشتیہ سلسلے کو ہندوستان میں جاری کرنے کا شرف خواجہ معین الدینؒ کو حاصل ہوا۔ آپ پرتھوی راج کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے اور ہندوستان کو اپنا مستقر بنا کر تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کر دیا۔"[28]

9.3:-مشہور مشائخ عظام

سلسلہ چشتیہ کے بہت سے مشائخ ایسے ہیں جنہوں نے شرف دوام پایا ہے۔ ذیل میں چند اہم صوفیاء و مشائخ چشت کا ذکر کیا جاتا ہے:

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (633ھ)

فریدالدین گنج شکر (متوفی642ھ)

نظام الدین اولیاءؒ (متوفی726ھ)

علاؤالدین صابرؒ (متوفی 691ھ)

نصیرالدین چراغ دہلویؒ (متوفی757ھ)

شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ (متوفی944ھ)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (متوفی1317ھ)

10:-سلسلہ چشتیہ کا نظام تربیت

مشائخِ چشت کے خصوصیات میں سے ایک اہم خوبی اور وصف ان کا تربیتی اور اصلاحی نظام ہے۔ دیگر سلاسلِ تصوف کی مانند یہ سلسلہ بھی اصلاح نفس اور باطنی و روحانی تربیت کا ایک مکمل نظام رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں شمولیت اختیار کرنے والے مریدین کی اخلاقی، سماجی و دینی تربیت کے حوالے سے رائج نظام کے اکثر و بیشتر اصول قرآنی تعلیمات اور و سیرتِ رسول ﷺ سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ذیل میں اس نظام کی مختلف خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو اسے دیگر سلاسل کے نظامِ تربیت سے ممتاز و منفرد کرتی ہیں:

10.1:- بیعت اور مقصدِ بیعت

تصوف کے تمام روحانی سلاسل کی یہ ایک خوبی اور وصف ہے کہ وہ طالبِ حق کی باقاعدہ عملی تربیت سے قبل سلسلے کے ساتھ ایک خاص تعلق اور رابطہ قائم رکھنے کے لیے سب سے پہلے اسے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے ہیں۔ عام اصطلاح میں اس کو بیعت کرنا یا مرید بنانا کہا جاتا ہے۔ روحانی تربیت چونکہ کوئی وقتی، عارضی یا یک بارگی عمل نہیں کہ بس ایک دفعہ کوشش کی جائے اور چند لمحات یا ملاقاتوں میں حاصل ہو جائے بلکہ یہ ایک تدریجی، مستقل اور مسلسل عمل کے نتیجے میں ممکن ہوتی ہے، اسی لیے

دیگر سلاسل کی طرح سلسلہ چشتیہ کے نظامِ تربیت کی ابتداء بھی بیعت سے ہوتی ہے۔ دینِ اسلام میں بیعت کا تصور، حقیقت اور متعلقہ جملہ امور کی اہمیت اور وضاحت سطورِ ذیل میں کی جاتی ہے۔

10.1.1:- تصورِ بیعت اور قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے قرآنی مجید میں ایسے نفوسِ قدسیہ کی تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے جنہوں نے پیغمبرِ اسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ﴾[29]

"بلاشبہ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اصل میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔"

علامہ واحدی نیساپوری اپنی تفسیر، الوسیط في تفسیر القرآن المجید میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"يعني: بيعة الرضوان بالحديبية، بايعوا النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على ألا يفروا ويقاتلوا، إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ لأنهم باعوا أنفسهم من الله بالجنة"[30]

"اس بیعت سے مراد بیعتِ رضوان ہے حدیبیہ میں، انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر جہاد کرنے اور نہ بھاگنے کی بیعت کی۔ اس لیے کہ اصل میں انھوں نے اللہ سے جنت کے لیے بیعت کی۔"

اس تفسیر کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جیسے اصحابِ رسول ﷺ نے جہاد کرنے اور میدانِ جہاد سے نہ بھاگنے کی بیعت کی ایسے ہی اتباعِ رسول ﷺ و اصحابِ رسول ﷺ میں ہمارے لیے بھی کسی جائز اور نیک عمل پر کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر سکتے ہیں۔ مفسر قرآن، مولانا عبد الرحمٰن کیلانی اپنی تفسیر میں خانقاہی نظام میں رائج بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ ہر گز واجب نہیں البتہ مشروع ضرور ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ پیر یا شیخ خود پوری طرح شریعت کا پابند ہو"[31]

سلاسل تصوف میں بیعت کا تصور اسلامی شریعت کے عین مطابق ہے۔ اہلِ تصوف قرآن مجید کی اسی آیت سے بیعت کی مشروعیت کی دلیل لیتے ہیں۔ اس بات پر تمام علماء اور خود صوفیاء کرام بھی متفق ہیں کہ بیعت اسی شخص کی جائز ہے جو خود شریعت کا پابند ہو اور دین کے جملہ احکام کی ممکن حد تک پابندی کرتا ہو۔ سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِه وَذٰلِكَ هوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[32]

"اے ایمان والو! پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو کیا ہے تم نے اللہ سے اور یہی تو سب سے بڑی فیروز مندی ہے۔"

درج بالا آیاتِ قرآنی کسی بھی نیک اور جائز عمل پر بیعت کو جائز ومباح قرار دیتی ہیں نیز ان آیات کے ضمن میں مفسرین کرام کی تشریحات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سلسلہ بیعت ایک جائز اور مباح عمل ہے، جس کی بنیاد شرعی نصوص پر ہے۔

10.1.2:- حدیثِ رسول سے بیعت کا ثبوت

دین اسلام کے بنیادی ماخذ قرآن حکیم اور سنتِ رسول ﷺ میں سے جیسے آیاتِ قرآنی سے بیعت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے ایسے ہی سنت و عملِ رسول ﷺ بھی اس کی مشروعیت کی گواہی دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ کرام سے مختلف امور پر بیعت لی تھی، کسی سے جہاد پر، کسی سے ہجرت کے لیے، کسی سے ارکانِ اسلام کی پابندی کے لیے۔ ذیل میں نمونے کے طور پر چند نصوص بیان کی جاتی ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ))[33]

(میں نے ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی)

حضرت امِ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَةَ عَلَى أَنْ لَا نَنُوحَ))[34]

"رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گے۔"

حضرت امیمہ بنتِ رقیہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں:

((بَايَعْتُ ﷺ فِي نِسْوَةٍ، فَقَالَ لَنَا:"فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ))[35]

" میں نے کچھ عورتوں کے ساتھ حضور ﷺ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے فرمایا :اطاعت اس میں ضروری ہے جو ممکن ہو اور جس کی تمہیں طاقت ہو۔"

سیدہ عائشہ نبی کریم ﷺ کے عمل بیعت کی کیفیات وحالت کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ"يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ))[36]

"حضور ﷺ عورتوں سے زبانی بیعت لیتے تھے۔"

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ طیبہ ہر نیک عمل پر بیعت کرنے اور لینے کی مشروعیت پر واضح انداز میں دلالت کرتی ہیں۔ صوفیاء کرام کے ہاں بیعت کوئی فرض یا واجب کا درجہ نہیں رکھتی، بلکہ یہ عملِ رسول ﷺ اور سنتِ صحابہ کرام ہے۔ لیکن جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر ہوا ہے کہ تزکیہ نفس، اصلاحِ باطن اور روحانی تربیت ایک مسلسل عمل اور جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں اسی ضرورت کے پیشِ نظر صوفیاء کرام اپنے متعلقین سے بیعت لیتے ہیں تاکہ ان سے مسلسل اور مستقل رابطہ اور ربط استوار ہو سکے۔

تمام سلاسل تصوف کے ہاں عموماً بیعت کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

1-گناہوں سے توبہ پر بیعت۔

2-سلسلہ تصوف میں شمولیت اور حصولِ برکت کی بیعت۔

3-احکامِ الٰہی پر مصمم ارادے سے عمل پیرا ہونے اور دل کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے ارادے پر بیعت۔[37]

صوفیاء کے ہاں بیعت اصلاً شریعت کا مدّعا نہیں بلکہ ایک دینی اور شرعی حکم یعنی تزکیہ نفس کے حصول کے لیے ایک ذریعہ اور سبب ہے۔ تمام سلاسلِ تصوف میں روحانی تربیت کے ضمن میں بیعت ایک بنیاد کی اہمیت رکھتی ہے جس پر تربیتی عمل کا مدار ہوتا ہے۔

10.1.3:-مقصدِ بیعت

تصوف کے تمام روحانی سلاسل میں جس طرح بیعت کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے اسی طرح سلسلہ چشتیہ کے نظامِ تربیت کا بنیادی اور سب سے اوّل اصول یعنی بیعت کا بھی ایک خاص مقصد و مدّعا ہے۔ سلسلہ چشتیہ میں بیعت کا مقصد خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔ خواجہ امیر خورد کرمانی آپؒ کے اقوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب کوئی شخص شیخ الشیوخ فرید الحقؒ کی خدمت میں ارادت کی نیت سے حاضر ہوتا تو اول آپؒ سورت فاتحہ اور اخلاص پڑھنے کا حکم فرماتے اس کے بعد آمن الرسول پڑھتے اس کے بعد شهد الله سے ان الدين عند الله الاسلام تک پڑھتے اور فرماتے کہو، تونے اس ضعیف اور اس کے خواجہ خواجگان اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور خدائے تعالیٰ سے اس بات پر عہد کیا کہ ہاتھ، پاؤں اور آنکھ پر نگاہ رکھے گا اور شرع کے طریقے پر چلے گا۔"[38]

گویا کسی شخص سے بیعت لینے کا مقصد اس کو گناہوں سے دور کرنا اور شریعت کی پابندی کرنے پر ابھارنا ہے۔

10.2:- گناہوں سے توبہ

چشتیہ سلسلے کے تربیتی نظام کا دوسرا اصول توبہ ہے۔ کوئی بھی عقیدت مند جب شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو گویا وہ اپنی گزشتہ تمام لغزشوں اور غلطیوں سے توبہ کرتا ہے۔ چشتیہ کے تربیتی نظام میں باقاعدہ مخصوص الفاظ کے ذریعے مرید اپنے شیخ کے سامنے اپنی سابقہ لغزشوں سے توبہ کرتے ہوئے آئندہ زندگی میں ان سے دور رہنے کا پختہ وعدہ کرتا ہے۔ اپنے متعلقین اور عقیدت مندوں کو جملہ اخلاقی عیوب سے بچانا اور راہِ شریعت دکھانا سلسلہ چشتیہ کا بنیادی مقصد ہے۔ چشتی صوفیاء کے ہاں توبہ کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

"**توبہ حال:** اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کیے ہوئے گناہ پر پشیمان ہو۔

توبہ ماضی: اس سے مراد ہے کہ لوگوں کے جو حقوق پامال کیے ہیں ان کو پورا کرے، اگر کسی کو برا بھلا کہا تو معذرت، قرض لیا ہے تو وہ قرض ادا کرے۔

توبہ مستقبل: یہ نیت کرے کہ آئندہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا"[39]

مشائخِ چشت کے تربیتی طریقے میں اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر استغفار کرنے کے عمل یعنی توبہ کو بنیادی اور اہم مقام حاصل ہے۔ ترکِ معصیت میں توبہ و استغفار سے زیادہ کوئی چیز ممد و معاون نہیں ہے۔

10.3:- دینی تربیت

بیعت اور توبہ کے بعد مرید کی دینی تربیت کا آغاز ہوتا ہے۔ دینی تربیت میں سب سے پہلے اسے ارکانِ اسلام کا پابند بنایا جاتا ہے۔ ارکانِ اسلام میں اوّلا باجماعت نماز کی پرزور تلقین کی جاتی ہے۔ صوفیاءِ چشت بذاتِ خود بھی باجماعت نماز کے پابند تھے اور اپنے مریدوں کو بھی اس پر سختی سے عمل پیرا ہونے کا درس دیتے تھے۔ اس کے علاوہ روزہ زکوۃ اور حج پر بھی سختی سے عمل کی تلقین کی جاتی ہے۔

10.4:- اتباعِ شریعت

چشتیہ سلسلے میں دینِ اسلام کے بنیادی ارکان کی پابندی کی تلقین کے بعد جملہ امور میں شریعت کی اتباع و پیروی کا درس دیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے چشتیہ سلسلے کے عظیم صوفی بزرگ شاہ کلیم اللہؒ اپنے خلفاء کو ہدایت فرماتے ہیں:

"تمام اہلِ ارادت کو تاکید ہے کہ اپنے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کریں اور اپنے باطن کو مولیٰ کے عشق سے روشن و منور کریں"[40]

10.5:- تعلیمِ اخلاق

دینی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی تعلیم و تربیت بھی سلسلہ چشتیہ کا خاصہ ہے۔ اخلاقی تربیت کے ضمن میں جن چند امور کی خصوصی تلقین کی جاتی ہے، درج ذیل ہیں:

اصلاحِ نیت: نیت کی درستگی مشائخ کی نظر میں سب سے زیادہ اہم تھی۔ حضرت محبوبِ الٰہیؒ فرماتے ہیں: نیک اور صالح نیت ہی اصل ہے کیوں کہ لوگ صرف ظاہری عمل کو دیکھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ انسان کی نیت کو دیکھتا ہے۔[41]

استقامت: اپنے مؤقف پر ڈٹ جانا اور مستقل مزاجی سے حالات کا سامنا کرنا استقامت کہلاتا ہے۔ صبر وبرداشت اور مستقل مزاجی ایسی صفات ہیں جن کو اپنا کر انسان مشکل ترین حالات میں بھی اپنے مقصد اور منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ چشتی صوفیاء اپنے عقیدت مندوں اور مریدین کو اخلاقی تربیت میں استقامت اور صبر کی خصوصی تلقین کرتے تھے۔ صوفیاء کہتے ہیں: "یک در گیر محکم گیر" ایک چیز کو تھامو تو اسے مضبوطی سے تھامو۔[42]

توکل: ذاتِ الٰہی پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہر مرید کا خاصہ ہونا چاہئے۔ صوفیاءِ چشت اپنے عقیدت مندوں اور مریدن کو جن اخلاقیات کو اپنانے کی تلقین کرتے تھے ان میں ایک توکل بھی تھا۔ چشتی صوفیاء کے نزدیک توکل کا مفہوم یہ نہیں تھا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں۔ چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں: کسبِ مال توکل کے مخالف نہیں ہے، اگر کوئی عیال دار کچھ کماتا ہے لیکن اس کا دل کسب پر نہیں بلکہ رازق کی طرف ہو تو وہ متوکل ہے۔[43]

عفو: لوگوں کو معاف کر دینا، غصے کے وقت صبر وبرداشت سے کام لینا اور لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کرنا نہایت اعلیٰ اوصاف ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں اخلاقی تربیت میں معاف کرنے اور عفو ودرگزر کی خاص تلقین کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایثار، دیانت داری اور تحمل کو اختیار کرنا اور لوگوں کے عیب بیان کرنے اور ان کی کھوج میں لگے رہنے سے بچنا ایسی چیزیں ہیں جن کی بطورِ خاص تعلیم اور عملی تربیت دی جاتی ہے۔

10.6:- انسان سے محبت

سلسلہ چشتیہ کے نظامِ تربیت کا ایک اہم اور بنیادی اصول انسان دوستی ہے۔ تربیتی مراحل میں شیخ اپنے مریدوں کو انسان دوستی اور محبت کا درس خصوصی طور پر دیا کرتے تھے۔ تاریخِ تصوف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام سلاسل کے صوفیائے کرام نے بالعموم اور چشتی صوفیاء نے بطورِ خاص نے تفریقِ مذہب وملت تمام انسانیت سے محبت کا درس دیا ہے۔ نہ صرف درس دیا بلکہ اس کی عملی مثالیں بھی ہماری تاریخ میں موجود ہیں۔ خانقاہیں وہ جگہیں ہوتی تھیں جہاں ہر مذہب اور ہر رنگ ونسل کے لوگ

آتے تھے۔ مشائخ چشت کا ایک اہم اصول تھا کہ ہندوؤں کے ساتھ بھی شگفتہ تعلقات رکھے جائیں۔ وہ الخلق عیال اللہ[44] یعنی مخلوق خدا کا کنبہ ہے، کے اصول پر تمام انسانیت سے محبت کا رشتہ استوار کرتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی انسان دوستی اور مخلوقِ خدا سے محبت کا پیغام دیتے تھے۔ حکمِ رسول ﷺ، اللہ کے بندو، بھائی بھائی ہو جاؤ[45] کے پیشِ نظر چشتی صوفیاء کرام کی زندگیاں انسان دوستی اور خدمتِ خلق کی روشن اور عملی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔

10.7:- مخصوص اذکار و اوراد

تصوف کے جملہ سلاسل کی طرح چشتی صوفیائے کرام بھی ذکر اللہ اور یادِ الٰہی کو معرفتِ کردگار اور تزکیہ نفس کا ایک مؤثر اور بنیادی ذریعہ مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط اور مستحکم کرنے اور تمام جذبات اور احساسات پر قابو پانے کے لیے سلسلہ چشتیہ میں مندرجہ ذیل اذکار اور اوراد نظام تربیت کا لازمی حصہ سمجھے جاتے ہیں:

ذکرِ جہری: مقرر اوقات میں معین کردہ طریقے کے ساتھ بیٹھ باآوازِ بلند خالقِ کائنات کو یاد کرنا۔

ذکرِ خفی: اللہ کو دل میں یا خیال میں یاد کرنا۔

پاسِ انفاس: یعنی سانس کے ساتھ ذکر کرنا۔

مراقبہ: متصوفانہ تفکر میں مستغرق ہو جانا۔

چلہ کاٹنا: گوشہ عزلت میں عبادت اور فکر و تدبّر کی خاطر مخصوص وقت (چالیس دن) کے لیے ایک طرف متوجہ ہونا۔

سماع: صوفی کے دل کو ذاتِ قدیم (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ متحد کرنے کے لیے قوالی سننا۔[46]

سماع اور اسکی شرائط:

قوالی یا سماع کے حوالے سے اہلِ علم اور خود صوفیائے کرام میں ہمیشہ سے بڑا اختلاف رہا ہے۔ بعض صوفیاء اس کو روحانی ترقی میں ایک اہم ذریعہ خیال کرتے ہیں اور بعض اس کو مطلقاً حرام۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور نہ اس کے خلاف کچھ کہتے ہیں۔ چشتی صوفیاء، سماع کو روحانی غذا سے تعبیر کرتے تھے لیکن اس کی شرائط و آداب کا مکمل خیال رکھتے تھے۔ چشتیہ

کے نظام تربیت میں سماع کو بہت سی سخت شرائط اور قیود کے ساتھ جائز خیال کیا جاتا ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء کے نزدیک سماع چار قسموں کا ہوتا ہے: حلال، حرام، مکروہ اور مباح۔

اگر سننے والے کی توجہ حق کی طرف زیادہ ہے تو اس کے لیے مباح، جس کا مجاز کی طرف میل زیادہ ہے تو اس کے لیے مکروہ، اگر میلان مکمل مجاز ہی کی طرف ہے تو اس کے لیے حرام اور اگر میلانِ طبع صرف اور صرف حق ہی کی طرف ہے تو اس کے لیے حلال ہے۔[47] چشتی صوفیاء کے نزدیک اس کے جائز ہونے کے لیے درج ذیل چار شرائط عائد کرتے ہیں:

(1) **مسمّع:** گانے والا مردِ کامل ہو، نو عمر لڑکا یا عورت نہ ہو۔

(2) **مستمع:** یعنی سننے والا یادِ حق سے غافل نہ ہو۔

(3) **مسموع:** فحش اور بے ہودہ کلام نہ ہو۔

(4) **آلہ سماع:** یعنی مزامیر وغیرہ نہ ہوں۔[48]

مشائخ چشتیہ کے نزدیک ان میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو تو سماع حرام ہوتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ ان شرائط کو ترک کر دیا گیا اور اس کی روح ختم ہو گئی۔

11:- مریدین کی اقسام اور ان کی تربیت:

سلسلہِ چشتیہ میں تربیت کے نظام میں مریدین اور ارادت مندوں کی ذہنی صلاحیتوں، ضروریات اور مقاصد کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ان کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عموماً ان کی درج ذیل چار اقسام ہوتی ہیں:

11.1:- خلفاء

جن مریدوں کو شیخ خرقہ خلافت دینا چاہتے ہیں ان کی تربیت کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ دیگر مریدین کے برعکس ان افراد پر کچھ خاص پابندیاں ہوتی ہیں اور یہ زیادہ تر اپنے شیخ کی صحبت میں رہتے ہیں۔ ان کے لیے ظاہری علوم کا ہونا، ترکِ دنیا، پابندیِ اوقات، کرامت کے اظہار سے پرہیز، قرض و امانت سے پرہیز وغیرہ بہت سی پابندیاں ہوتی ہیں۔[49]

11.2:- خاص مرید

کچھ مرید ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو کسی وجہ سے خلافت تو نہیں دی جاتی لیکن ان کی تربیت کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی زیادہ وقت اپنے شیخ کی صحبت اور خدمت میں گزارتے ہیں۔ شیخ کی جلوت و خلوت کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ظاہری تربیت کے ساتھ ساتھ ان افراد کی باطنی تربیت بھی ہوتی ہے۔ تربیتی عمل کی تکمیل کے بعد ان کو کچھ اہم ذمہ داریاں دی جاتی ہیں۔ ان کو مریدِ خاص کا نام دیا جاتا ہے۔ ان پر بھی خلفاء کی طرح کچھ خاص پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔

11.3:- عام مرید

یہ وہ مرید ہوتے ہیں جو بیعت کے بعد کبھی کبھار شیخ کے پاس جاتے اور ضروری اسباق و نصائح لے کر گھروں کو واپس آ جاتے۔ ایسے مریدین کی تربیت کے لیے درج ذیل چیزیں ضروری ہوتی ہیں:

توحید کا صحیح تصور، عقائد کی اصلاح، نبوت کا درست تصور بتانا، کبیرہ گناہوں کی تفصیل، کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے اجتناب کا درس، ارکانِ اسلام کی پابندی کی ہدایت اور معاشی ضرورت سے آگاہی۔[50]

بیعت کے بعد ایسے مریدین کو شیوخ درج ذیل نصیحتیں کرتے تھے:

(1) باجماعت نماز پڑھنا۔

(2) نمازِ جمعہ کی پابندی۔

(3) ایامِ بیض کے روزے رکھنا۔

(4) جس کام سے خدا اور رسول ﷺ نے منع فرمایا، اس سے اجتناب کرنا۔[51]

11.4:- عوام

چوتھی قسم میں وہ عام افراد ہیں جو عوام الناس کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی کبھار اپنے کسی دنیوی مقصد کے لیے یا برائے ملاقات کچھ لمحوں کے لیے شیوخ کے ہاں حاضر ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کو بھی شیخ ان کی نفسیات اور وقت کے مطابق کچھ نصیحتیں ضرور کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کی تربیت کا عام طریقہ یہ ہوتا کہ جو فرد جس حاجت کے لیے آتا اس کو اسی سے متعلق کوئی نصیحت کر دی جاتی۔

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ سلسلہ چشتیہ میں جو مریدین کی مختلف اقسام ہیں جن میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں لیکن کچھ اعمال پہلی دو اقسام کے ساتھ خاص ہیں۔ تربیت و اصلاح کے اس نظام میں ہر قسم کے افراد کی نفسیات، ضروریات اور مقاصد کے تحت الگ الگ تربیت و اصلاح کا اصول موجود ہے۔ اس تربیتی نظام کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ مریدوں کی ضروریات اور نفسیات کے مطابق ان کی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

12:-معاشرتی اصلاح میں سلسلہ چشتیہ کا کردار

برصغیر کے علاقے میں دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت اور معاشرتی و سماجی اصلاح میں صوفیاء کرام کا ایک اہم اور موثر کردار رہا ہے۔ جس کو تاریخ نے نہ صرف اپنے صفحات میں محفوظ رکھا بلکہ دنیا نے بھی تسلیم کیا ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے خانقاہی نظام نے بے شمار انسانوں کی مذہبی و روحانی اور سماجی و معاشرتی پہلوؤں سے اصلاح و تربیت کی کاوشیں کیں۔ اس مخصوص زاویہ فکر و عمل نے مختلف وقتوں میں مختلف معاشروں کو اس قدر متاثر کیا اور اس حد تک عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کی کہ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کو بھی بدل ڈالا۔ معاشرتی اصلاح میں صوفیاء کرام کے اس کردار کا جائزہ لیتے ہوئے ظہور الحسن شارب رقمطراز ہیں:

> "صوفیاء کے قانونِ حیات کے تمام باب اور ہر باب کی تمام دفعات کا مقصد و منشا ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز اور نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبتِ انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص بردباری، شکر اور تسلیم و رضا کی بالادستی کار فرما نظر آتی ہو"[52]

برصغیر کا قدیم ترین سلسلہ چشتیہ اور اس کے مشائخ نے یہاں کی انفرادی و اجتماعی معاشرتی اصلاح و تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ، جو اس خطے میں سلسلہ چشتیہ کے حقیقی بانی اور اس کو ترویج دینے والے صوفیائے کرام کے سرخیل ہیں، نے ہندوستان میں بطورِ خاص اپنے علم و عمل اور کردار سے عوام کے دلوں کو اسلام کی طرف موڑا۔ نیز ہر قسم کی معاشرتی برائیوں سے ان کی شخصیات کو پاک صاف کیا۔ بابا فریدؒ نے پھر اس سلسلے کو خطۂ پنجاب میں جلا بخشی اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ عبدالمجید سالک برصغیر میں صوفیاء کرام کی خدمات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے مختلف گوشوں میں دس گیارہ صدیوں تک ہزارہا صوفیاء اور مبلغین نے کام کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں کا فکری جمود ٹوٹ گیا۔ جاہلانہ ضعیف الاعتقادی، اوہام پرستی، ذات پات کا فرق، چھوت چھات، شرک و انکار کی گھٹائیں، جو صدیوں سے اس بدنصیب ملک پر چھائی ہوئی تھیں، چھٹ گئیں اور شرفِ انسانی کا سورج طلوع ہوا۔ عقیدۂ توحید اور مساواتِ انسانی کی مقبولیتِ عامہ کے باعث ہندوؤں کے مذاہب کی بنیادیں ہل گئیں۔ تلقینِ اخلاق، تصوف اور تبلیغِ اسلام میں معین الدیں اجمیریؒ کا نام غالباً ہندوستان بھر کے اولیا میں زیادہ مشہور ہے۔"[53]

ڈاکٹر روبیہ ترین برصغیر میں صوفیاء کرام کے معاشرتی اصلاحی کردار کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"ایسا معاشرہ جہاں رسم و رواج کی بھرمار، ذات پات کی تمیز، نخوت و تکبر کے جاہلانہ تصورات بامِ عروج تک جاپہنچے تھے یہاں تک کہ ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے کو ملنے سے کترانے والے لوگ انہی مشائخ کی کوششوں سے پیار و محبت، اخوت و یگانگت، مساوات و رواداری اوت اتحاد و یکجہتی کی عملی تصویر بن گئے۔"[54]

سطورِ بالا میں کی گئی بحث و تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ صوفیاء چشتیہ نے ایک صالح معاشرے کی تشکیل کے لیے بے پناہ کوششیں کیں۔ ان صوفیاء نے اپنے منفرد طرزِ حیات، انسان دوستی کے اصول اور فکر و عمل کے ذریعے ایسی اعلیٰ اخلاقی اقدار معاشرے میں متعارف کرواہیں جو ہر پہلو سے معاشرے میں رواداری، امن و امان، محبت و الفت اور معاشرتی استحکام کا موجب قرار پائیں۔ صوفیائے چشتیہ نے عالمگیر اخوت اور مساوات و بھائی چارے کا عملی درس دیتے ہوئے اختلاف و تفریق کو ختم کیا اور خلوص،

درد مندی، محبتِ انسانیت اور مساواتِ انسانی کے بے شمار روشن عملی نمونے چھوڑے۔ سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگوں کی تعلیمات اور ان کی عملی زندگی، پیار محبت، مساوات، رواداری، ملنساری اور خوش اخلاقی کا روشن استعارہ ہیں۔ ان صوفیاء کی خانقاہیں ایسے مقامات تھے جہاں شاہ و گدا، چھوٹے اور بڑے، امیر و غریب سبھی بلا امتیاز یکساں حاضر ہوتے تھے۔ صوفیاء چشت ہمیشہ سے اپنی خانقاہوں میں آنے والے جملہ حاجت مندوں کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کا اہتمام کرتے۔ انہی بزرگوں کی کوششوں کے نتیجے میں ہندوستانی معاشرہ صدیوں تک امن و امان کا گہوارہ بنا رہا۔

13:- نتائج بحث

تزکیہ اور اصلاحِ نفس کے حوالے سے سلسلہ چشتیہ کے نظامِ تربیت کے بنیادی خدوخال پر بحث و تحقیق کے دوران درج ذیل نتائج یقینی طور پر اخذ کیے جاتے ہیں:

- تزکیہ نفس سے مراد انسانی قلب، روح، ذہن اور سوچ و فکر کو جملہ رزائل اور برے اوصاف سے مصفّٰی کرنا اور نیکی و تقویٰ میں پروان چڑھانا ہے۔
- تزکیہ نفس سابقہ انبیاء کرام اور بطورِ خاص نبی آخر الزمان ﷺ کے بنیادی فرائضِ نبوت میں سے ایک اہم اور بنیادی فرض ہے۔ جس کے بغیر آخرت کی حقیقی اور دائمی کامیابی اور فوز و فلاح کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔
- سلسلہ چشتیہ کا تزکیہ نفس اور اصلاحِ باطن میں اپنا ایک خاص اسلوب اور طریق کار ہے، جو قرآن و سنت سے اخذ کردہ مختلف اصولوں اور ضابطوں پر مشتمل ہے، جن پر اس پورے تربیتی نظام کی عمارت قائم ہے۔
- چشتی صوفیائے کرام کے نظامِ تربیت کے بنیادی اصولوں میں سلسلہِ بیعت، توبہ، اخلاقی و دینی تربیت، شریعتِ اسلامی کی اتباع و پیروی اور ذکر اللہ و یادِ الٰہی اہم اور بنیادی اصول ہیں۔
- ذکرِ الٰہی کے ضمن میں چشتی نظامِ تربیت میں ذکرِ جہری کو فوقیت دی جاتی ہے تاہم ذکرِ خفی بھی رائج ہے۔
- سلسلہ چشتیہ کے جملہ صوفیائے کرام کے ہاں انسان دوستی ایک نہایت اہم اصول کے طور پر تسلیم شدہ ہے۔ صوفیائے چشتیہ نے بطورِ خاص ہندوؤں اور دیگر غیر مسلموں کے ساتھ قریبی روابط رکھے۔

- اس سلسلے کے تمام بنیادی اور اہم اصول متقدمین صوفیائے کرام نے قرآنی تعلیمات اور سنتِ مطہرہ کی روشنی میں نے ترتیب دیے ہیں۔
- سلسلہ چشتیہ میں مریدین کی عموماً چار اقسام ہیں جن میں خلفاء، مرید خاص، مریدِ عام اور عوام شامل ہوتے ہیں۔ ان تمام مریدوں کی تربیت کے مختلف طریقے اور اسلوب ہوتے تھے۔
- سماع اور قوالی کے حوالے سے چشتی صوفیائے کرام نے بڑی کڑی شرائط عائد کی ہیں جن کو اس دور میں مکمل طور پر ترک کر دیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع

1 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول ﷺ، حدیث نمبر: 1۔
Muḥammad Bin Ismaīl Al-Bukharī, Al-Jāmi’ Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Bad’ al Wahī, Bāb kaifa kāna Bada al Wahī ela Rasoolillah, Hadith no. 1.

2 الشمس: 9-10۔

Al-Shams: 9-10.

3 الاعلیٰ: 14۔

Al -Alaa: 14.

4 النازعات: 17-18۔

Al -Nāziāt 17-18.

5 الاعلیٰ: 18۔

Al -Alaa 18.

6 محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، 14/358۔
Muhammad bin Mukram Ibn Manzur, Lisān al Arab, (Beirut: Dār Sādir, 1414 AH) 14/358.

7 احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیۃ، مجموع الفتاوی (المدینۃ النبویۃ: مجمع الملک فهد لطباعۃ المصحف الشریف، 1416ھ) 10/97۔
Ahmed bin Abdul Halim Ibn-Taimiah, Majmu’ al Fatawa, (Al-Madinah Al-Munawarah: Majma’ al-malik Fahd li Taba’ah, al-Mushaf Al-Sharif, 1416 AH) 10/97.

8 النساء: 49۔

Al-Nisa 49.

9 النور: 21۔

Al-Noor 21.

10 البقرۃ: 129۔

Al-Baqarah 129.

11 الشمس: 9-10۔

Al -Shams 9-10.

12 الاعلیٰ: 14۔

Al -Alaa 14.

13 احمد بن شعیب نسائی، سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذہ من دعاء لایستجاب، حدیث نمبر: 5540۔
Ahmad Bin Shoaib Nasāī, Sunan Al-Nasāī, Kitāb-al-Istiāzah, Bab Al- Isti’āzah min Duā lā yustajāb, Hadith no. 5540.

14 محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب: فی الصوم زکوٰۃ الجسدِ، حدیث نمبر: 1745۔
Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mɑ̄jɑ̄h al-Qazwinī, Sunan Ibn Mɑ̄jɑ̄h, Kitab Al-Siam, Bab fi Al-Saum Zakat al Jasad, Hadith no. 1745.

15 لسان العرب، 14/358۔

Lisān al Arab, 14/358.

16 البقرۃ: 48۔

Al-Baqarah 48.

17 البقرۃ: 233۔

Al-Baqarah 233.

18 المائدہ: 32۔

Al-Mɑ̄idah 32.

19 البقرۃ: 129۔

Al-Baqarah 129.

[20] امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 1994ء) 1/15۔
Amin Ahsan Islahi, Tazkiah Nafs, (Lahore: Farᾱn Foundation, 1994) 1/15.

21 محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، (لاہور: مکتبہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1999ء)، 5/231۔
Muhamad Karam Shah Al-Azhari, Zia al Qur’ᾱn, (Lahore: Zia al Qur’ᾱn Publications,1999 AD) 5/231.

22 النازعات: 17-18۔

Al-Nᾱzi’ᾱt 17-18.

[23] الاعلیٰ: 18۔

Al -Alaa 18-19.

[24] خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، (لاہور: مشتاق بک کارنر، 1998) 159۔
Kaleeq Ahmed Nizami, Tarikh Mashaikh Chisht (Lahore: Mushtaq Book Corner, 1998) 159.

[25] محوّلہ بالا۔

Ibidem.

[26] غلام سرور لاہوری، خزینہ الاصفیاء، (لاہور: مکتبہ نبویہ، 2002ء) 2/37۔
Ghulᾱm Sarwar Lahori, Khazina al Asfiyᾱ, (Lahore: Maktaba Nabawa, 2002 AD) 2/37.

[27] عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، (لاہور: شبیر برادرز، 2002ء) 207۔

Abd al Rahman Jᾱmi, Nafhᾱt al Uns, (Lahore: Shabbir Brothers, 2002 AD) 207.

[28] نظامی، تاریخ مشائخ چشت، 165۔

Nizami, Tareekh Mashaikh Chisht, 165.

[29] الفتح: 10۔

Al -Fath, 10.

[30] علی بن احمد نیسابوری، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء) 4/136۔
Ali bin Ahmed Nisaburi, Al-Waseet fi Tafsir Al-Qurᾱn Al-Majeed, (Beirut: Dᾱr-al-Kutub Al-Ilmiyah, 1994) 4/136.

[31] عبد الرحمٰن کیلانی، تیسیر القرآن (لاہور: مکتبہ السلام، 1432ھ)، 4/247۔

Abd al Rahman Kilani, Taiseer al Qurᾱn, (Lahore: Maktaba Al-Salam, 1432 AH) 4/247.

[32] التوبہ، 111۔

Al-Taubah، 111.

[33] احمد بن شعیب النسائی، سنن النسائی، کتاب البیعۃ، باب البیعۃ علی فراق المشرک، حدیث نمبر: 4183۔
Ahmad bin Shuiab Al-Nasāī, Sunan Al-Nasāī, Kitāb-al-Bai’ah, Bāb Alā Firāq al Mushrik, Hadith no. 4183.

[34] ایضاً، کتاب البیعۃ، باب بیعۃ النساء، حدیث نمبر: 4185 -
Ibid, Kitāb-al-Bai’ah, Bāb Bai’ah al-Nisā, Hadith no. 4183.

[35] ابو عیسیٰ محمد الترمذی، سنن الترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی بیعۃ النساء، حدیث نمبر: 1597۔
Abu Isa Muhammad Al-Tirmidi, Sunan Al-Tirmidi, Kitāb-al-Siar, Bāb ma ja’a fi Bai’ah al-Nisā, Hadith no. 1597.

[36] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب بیعۃ النساء، حدیث نمبر: 7214۔
Muhammad bin Ismail Bukhari, Al-Jami’ Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ahkām, Bai’ah al-Nisā, Hadith no. 7214.

[37] شاہ ولی اللہ دہلوی، رسائل شاہ ولی اللہ، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، 1999)، 1:48۔
Shah Waliullah Dehlavi, Rāsāil Shah Waliullah, (Lahore: Tasawwuf Foundation,1999) 1:48.

[38] نظام الدین اولیا، سیر الاولیاء، (دہلی: اردو اکادمی، 1990ء)، 233۔

Nizām-ad-Din Awliā, Siyar al Awliā, (Delhi: Urdu Academy, 1990) 233.

[39] نظام الدین اولیاء، فوائد الفواد، (دہلی: اردو اکادمی، 1990ء)، 370۔

Nizām-ad-Din Awliā, Fawāid al Fuād, (Delhi: Urdu Academy, 1990) 370.

[40] نظامی، تاریخ مشائخ چشت، 281۔

Nizami, Tareekh Mashaikh Chisht, 281.

[41]فوائد الفواد، 27۔

Fawāid al Fuād, 27.

[42]ایضاً، 29۔

Ibid, 29.

[43]نصیر الدین چراغ دہلوی، خیر الجالس، (کراچی: واحد بک ڈپو، 1980) 50 ۔

Naseer-ud-Din Charāgh Dehlvi, Khair al Majālis, (Karachi: Wāhid Book Depot, 1980) 50.

[44] علاء الدین علي بن حسام الدین المتقي الھندي، کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، باب في السخاء والصدقة، حدیث نمبر: 16171۔

ʻAla -al-Din Ali bin Husam al-Din al-Mutaqi al-Hindi, Kanz al-Ummal fi Sunan al-Aqwal wa al-Afʼal, Bab fi al-Sakha wa al-Sadaqah, Hadith no. 16171.

[45] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، حدیث نمبر: 2564۔

Muslim bin Hajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Bir wa al-sila wa al- Adāb, Bab Tahrim Zulm al Muslim wa Khazlihi wa Ihtiqārihi, wa damihi wa Irzihi wa mālihi, Hadith no. 2564.

[46]امان اللہ بھٹی، اسلام اور خانقاہی نظام، (لاہور: دار السلام، 2020ء)، 64۔

Aman Allah Bhatti, Islām awr Khanqahi Nizām, (Lahore: Dar-al-Salam, 2020) 64.

[47]نظام الدین اولیاء، سیر الاولیا، 491۔

Nizām-ad-Din Awliā, Siyar al Awliā, 491.

[48]محوّلہ بالہ۔

Ibidem.

[49]نظامی، تاریخ مشائخ چشت، 286۔

Nizami, Tareekh Mashaikh Chisht, 286.

[50]شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجمیل، (ڈھاکہ: قرآن منزل، 1968ء) 35-34۔

Shah Waliullah Dehlavi, Al-Qaul-ul-Jamīl, (Dahaka, Qurān Manzal, 1968) 53-54

[51]نظامی، تاریخ مشائخ چشت، 286۔

Nizami, Tareekh Mashaikh Chisht, 286

[52] مولوی رحمان علی، تذکرہ اولیاء ہند (کراچی: پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی، 1960)9۔

Maulvi Rahman Ali, Tazkira Awliya Hind, (Karachi: Pakistan Historical Society, 1960) 9.

[53]عبد المجید سالک، مسلم تہذیب ہندوستان میں (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1972ء)، 237 ۔

Abdul Majīd Sālak, Muslim Tehzīb Hindustān Main, (Lahore: Idāra Saqāfat Islamia, 1972) 237.

[54] روبینہ ترین، ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصّہ، (ملتان: بیکن بک، 1989ء) 370۔

Rubīna Tarīn, Multan ki Adbi aur Tehzībi Zandagi Main Sufiā Ka Hissa, (Multan: Bacon Book, 1989) 370.